© rasailojaraid.com

بسم الله الرحمن الرحيم

تاویلات اهل السنه

یا

تفسیر ابی منصور ما تریدی

محمد صغیر حسن معصومی

(گزشته سے پیوسته)

غیرها وبالله التوفیق ،

والثانی انه فی الله اجر عن الله ان جعل بما فی خلق الثناء و هو ما ذکر فی خبر القسمه فصارت نقرأ بذلك الحق ، فلم یخلق لها حق القراءة ، بل الحق بما حق الدعاء والثبا ت و لیس ذلك من فرایض الصلاة ، و بالله التوفیق ،

والثالث ما روی عن عبد الله بن مسعود ان النبی صلی الله علیه

نیز فاتحه القرآن میں همیں کوئی اختیار حاصل نهیں ، اور جس آیت سے همیں فرضیت کی معرفت حاصل هوئی هے وه ان آیات کے بارے میں هے جن کے بسهولت اختیار کرنے میں همیں اختیار عطا هوا هے ، تو یه بات ثابت هوئی که فرضیت سورهٔ فاتحه کے سوا آیات کی طرف راجع هے ۔ و بالله التوفیق ۔

دوسری وجه یه هے که الله تعالی کی عبادت و امتثال امر میں الله هی کی طرف سے اجر ملتا هے، یه اس لئے که الله تعالی نے حمد و ثنا بیان کرنے میں اجر لازم قرار دیا هے جیسا که اس حدیث میں مذکور هوا جس میں الله تعالی نے سورهٔ فاتحه کی آیات کی تقسیم کی هے ، تو سورهٔ فاتحه کی قرات اسی حق کی بنا پر لازم هے ، اور اس کی قرات

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

وسلم احيى ايلة بقوله: ان تعذبهم[1] فانهم عبادك الاية. فيه كان يقوم وفيه كان[2] يركع وفيه يسجد وفيه يقعد، فثبت انه لاقراءة فى حق الله اذاً مع ما ايده الخبر الذى فيه: ” ان ارجع فصل فانك لم تصل الخ “، قال له وقت التعليم اقرأ ما تيسر عليك، فثبت ان الفروض ذلك۔

و أيضا روى عن رسول الله صلى (ص ہ) الله عليه وسلم انه قال: لا صلاة الابفاتحة الكتاب،

ثم روى عنه بان سحلها ان كل صلاة لم يقرأ فيه بفاتحة الكتاب فهى خداج، نقصان غير تمام،

حق قراءت کی بنا پر لازم نہیں ہے، بلکہ حق بات یہ ہے کہ اس کی قراءت کا حق ہر ایک کو اسی طرح حاصل ہے جس طرح ہر ایک کو دعا کرنے اور اپنے کو قایم رکھنے کا حق حاصل ہے، جو فرائض صلاۃ میں سے نہیں، و باللہ التوفیق۔

تیسری وجہ وہ حدیث ہے جس کو حضرت عبداللہ بن مسعود نے روایت کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ و سلم نے ایک پوری رات یہ کہنے میں گذار دی ” إن تعذبهم فانهم عبادك “ (اے اللہ اگر تو ان کو عذاب دینا چاہتا ہے تو یہ سب تیرے ہی بندے ہیں)۔ یہی کہتے ہوئے آپ قیام کرتے تھے، یہی کہتے ہوئے رکوع میں جاتے، سجدے میں گرتے اور اسی حال میں بیٹھتے تھے۔ اس طرح اس حدیث سے ثابت ہے کہ حق اللہ میں قراءت نہیں، مزید برآن اس کی تائید اس حدیث سے ہوتی ہے جس میں یہ الفاظ آئے ہیں، ”لوٹ جاؤ اور نماز ادا کرو، کہ تم نے نماز نہیں پڑھی، یہ آپ نے نماز پڑھنے کی تعلیم دیتے وقت فرمایا، تمہارے لئے جو آسان کچھ آیتیں ہوں پڑھو، بس یہ بات ثابت ہے کہ فرض یہی امور ہیں،

---

[1] ۔ مخطوطہ میں یہ آیت اس طرح مرقوم ہے جو غلط ہے: ”ان تتب بهم فانه انهم “ الخ ۔ نیز یہ حدیث مشکاۃ المصابیح (مجتبائی ۔ دھلی ص ۱۰۷) میں حضرت ابو ذر سے اس طرح روایت کی گئی ہے: قال قام رسول الله حتى الصباح بآية والاية: ان تعذبهم فانهم عبادك (المائدہ ۱۱۸)۔

[2] ۔ مخطوطہ: كانت

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

والفاسد لا يوصف بالنقصان ، وانما الموصوف بمثله ما جاز مع النقصان ، وبالله التوفيق ۔

ثم خص فاتحة القرآن بالتامين بما سمي بالذى ذكره خبر القسمة ، وغير الفاتحة و ان كان فيه الدعاء ، فانه لم يخص بهذا الاسم ، لذلك لم يجهربه ، فالسبيل فيه ما ذكرنا فى التسمية مع ما كان هو اخلص بمعنى الدعاء منها ۔

ثم السنة فى جميع الدعوات المخافتة ، والاصل ان كل ذكر يشترك فيه الامام و القوم فسنته المخافتة الا لحاجة الاعلام و هذا يتلو قوله ''ولا الضالين'' فيزول معناه ، وسبيل مثله المخافتة مع ما جاء فيه مرفوعا ومتوارثا ، و خبر الجهر يحتمل السبق كما كان يسمعهم فى صلاة النهار احيانا ، ويحتمل الاعلام انه كان يقرأ به وبالله التوفيق ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ حدیث بھی مروی ہے (ص ٥) : آپ نے فرمایا : نماز مکمل نہیں ہوتی مگر فاتحۃ الکتاب سے ، پھر نماز کا مقام اور اس کی اہمیت بیان کرتے ہوئے ، آپ نے فرمایا : جس نماز میں فاتحۃ الکتاب کی قراءت نہیں کی گئی وہ ناقص اور ناتمام ہے، (یعنی اس میں کمی رہ گئی) فاسد کی صفت نقصان کے ساتھ نہیں کی جاتی ہے، جس کی صفت نقصان ہو اس کا مطلب صرف یہی ہے کہ یہ فعل جائز ہے البتہ اس میں کمی رہ گئی ، وباللہ التوفیق ۔

پھر اللہ تعالی نے فاتحۃ القرآن کے ساتھ آمین کہنے کو خاص کیا ہے، (مطلب یہ ہے کہ اے اللہ) قبول کرلے ان ساری باتوں کو جن کا نام بنام ذکر تقسیم والی حدیث میں آیا ہے ۔ سورہ فاتحہ کے سوا میں بھی دعا مذکور ہے ۔ مگر دوسری سورتوں میں اسمی تشخص مذکور نہیں اس لئے آمین زور سے نہیں کہا جاتا ، اور اس ترجیح کی وجہ وہی باتیں ہیں جن کا ذکر تسمیہ میں ہو چکا ، نیز یہ سورت دوسری سورتوں سے زیادہ دعا کے معنی میں خاص و خالص ہے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ثم جمعت هذه خصالا من الخیر، ثم کل خصلة منها تجمع جمیع خصال الخیر منها۔ ان فی الحرف الاول من قوله ''الحمد لله رب العالمین،، شکراً لجمیع النعم وتوجیهها لها الی الله لاشریك له ومدحا له باعلی ما یحتمل المدح وهو ما ذکرنا من عموم نعمه و الائه جمیع بریته۔ ثم فیه الاقرار بوحدانیته فی انشاء البریة کلها، وتحقیق الربوبیة له علیها بقوله ''رب العالمین،،، وکل واحد منهما یجمع خصال خیر الدارین و یوجب القائل به عن صدق القلب درك الدارین۔

ثم الوصف لله عز و جل بالاسمین یتعالی عن ان یکون لاحد معناهما حقیقة، او یجوز ان یکون منیة لاستحقاق بحق

علاوہ ازیں ساری دعاؤں میں سرگوشی سنت ہے، اصل یہ ہے کہ جس ذکر میں امام اور قوم شامل ہوں اس میں سرگوشی مسنون ہے، البتہ اعلان کی ضرورت ہو تو بآواز بلند کہنا جائز ہے، سورہ فاتحہ میں ''ولا الضالین،، کے بعد آمین کا مقام ہے، تو اعلان کا مفہوم بے معنی ہے، پس ایسی جگہ سرگوشی ہی طریقۂ سنت ہے، پھر اس بارے میں مرفوع روایتیں ہیں اور صحابۂ کرام سے برابر اسی پر عمل ہوتا رہا ہے، البتہ بآواز بلند آمین کہنے کی خبر ممکن ہے ابتداء عہد میں ثابت ہو اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم دن کی نماز میں مقتدیوں کو احیانا سناتے ہوں، اور اس بات کا احتمال بھی ہے کہ بآواز بلند آمین کہنے سے یہ مقصود ہو کہ سب کو خبر ہوجائے کہ یہ کہنا چاہئے، وباللہ التوفیق۔

نیز سورہ فاتحہ چند در چند خیر و برکات کی جامع ہے، اور ہر خیر و برکت اپنے اندر سارے خیر و سعادات کو سموئے ہوئے ہے۔ حرف اول یہ کہ اللہ تعالی کا قول '' الحمدللہ رب العالمین،، ساری نعمتوں کے لئے شکریہ ہے، نیز اللہ ہی کو ان ساری نعمتوں کا منبع بیان کرتا ہے، اس طرح کہ اس کا

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

الله والرحمن ۔

ثم الوصف له بالرحمة التي هي نجاة كل ناج و سعادة كل سعيد و بها يتقي المهالك كلها مع ما من رحمته خلق الرحمة التي بها تعاطف بينهم و تراحمهم ۔

ثم الايمان بالقيامة بقوله تعالى مالك يوم الدين مع الوصف له بالمجد وحسن الثناء عليه ۔

ثم التوحيد وما يلزم العباد من اخلاص العبادة له والصدق فيها مع جعل كل رفعة و شرف منالا به عز وجل ۔

ثم رفع جميع الحوايج اليه والاستعانة به على قضائها والظفر بها على طمانينة القلب وسكونه ان لاخيبة عند معونته ولا زيغ عند عصمته ۔

ثم الاستهداء الى ما يرضيه

کوئی شریک نہیں اور سارے بزرگ ترین محامد کا سزاوار ہے، اور وہ مدح وحمد کا مستحق اس لئے ہے کہ اس کی ساری نعمتیں اور بخششیں اس کی ساری مخلوق کے لئے عام ہیں، پھر اس میں اس بات کا اقرار بھی ہے کہ اللہ ایک اور یکتا ہے اپنی ساری مخلوقات کے اولین بار پیدا کرنے میں، پھر رب العالمین اس بات کی تثبیت ہے کہ سارے عالم و مخلوقات کا پالنے والا وہی ہے، اور وہی رب و پالنہار ہے،نیز الحمدللہ اور رب العالمین ہر دو میں دونوں جہان کی ساری خیروبرکتیں جمع ہیں، اور ہر دو کلمات صدق دل سے! کہنے والے کو مجبور کرتے ہیں کہ دونوں جہاں کی سعادتوں کو حاصل کریں ۔

نیز اللہ تعالی کا وصف رحمن و رحیم کے ساتھ بیان کرنا اس بات سے ارفع واعلی ہے کہ ان دونوں اسماء کا معنے کسی اور کو حقیقت میں میسر ہوجائے ، نہ یہ جائز ہے کہ کوئی اللہ اور رحمن کے حق کے مستحق ہونے کی آرزو کرسکے ۔

نیز اس سورت کی خصوصیت ہے کہ اللہ تعالی کی رحمت ایسی صفت ہے کہ ہر نجات پانے والے کے لئے نجات اور ہر نیک بخت

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

والعصمة عما يغويه فى حادث الوقت على العلم بأنه لا ضلال لأحد مع هدايته فى التحقيق ، ولو جاءه الخوف من الله لأمن غيره ، وعلى ذلك جميع معاملات العباد ومكاسبهم على الرجاء من الله تعالى ان يكون جعل ذلك سببا به يصل الى مقصوده ويظفر بمراده ، ولا قوة الا بالله ـ

قوله واياك نستعين ، فذلك طلب المعونة من الله على قضاء جميع حوايجه ديناً و دنيا ، و يحتمل ان يكون هو على اثر الفزع الى الله بقوله اياك نعبد على طلب التوفيق لما امر به والعصمة عما حذره عنه ـ

کے لئے سعادت ہے ۔ اور اسی کے ذریعہ سارے اسباب ہلاکت و بربادی سے بچتا ہے ، ساتھ ہی اللہ تعالی کی وہ رحمت ہے جس کی وجہ سے اس نے اس رحمت کو پیدا کیا جس سے لوگوں کے آپس میں ہمدردی ، غمخواری اور رحم و کرم کا وجود ہے۔

اس سورت کی خصوصیت یہ بھی ہے کہ قیامت پر ایمان و عقیدے کا ثبوت اللہ تعالی کے قول ”مالک یوم الدین (اللہ تعالی جزاء کے دن کا مالک ہے) سے راسخ ہوتا ہے، ساتھ ہی اللہ تعالی کی عظمت و شان اور اس کی مدح و ستایش کا بیان ہے۔

پھر یہ بھی خصوصیت ہے کہ اللہ تعالی کی توحید کا اس میں بیان ہے، اور بندوں کے لئے اخلاص عمل اور اللہ کی خالص عبادت کو لازم و ضروری قرار دیا گیا ہے، عبادت میں خالص و صادق ہونے کے ساتھ سارے جاہ جلال ، اور رفعت شان و شرافت اللہ بزرگ و برتر کی بخشش وعطا ہیں۔

پھر اس بات کا بیان ہے کہ ساری حاجتیں اللہ تعالی سے چاہی جائیں ، اسی سے اعانت طلب کریں کہ وہ ساری حاجتوں کو پوری کرتا ہے، اور حاجت روائی کےساتھ قلب کو اطمینان و سکون بخشتا ہے ، اللہ کی اعانت

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

و كذلك الامر البين في الخلق من طلب التوفيق والمعونة من الله والعصمة عن المنهي عنه ، جرت به سنة الاخبار و الله الموفق ۔

ثم لا يصلح هذا على قول المعتزلة لان تلك المعونة على اداء ما كلف قد اعطى اذ هو على قولهم لايجوز ان يكون مكلفا قد بين شئي بما فيه اداء كل مكلف عند الله ، وطلب ما اعطى كتمان العطية ، وكتمان العطية كفران فيصير كأن الله أمر ان يكفر نعمه ويكتمها ويطلبها منه تمنياً وظن مثله بالله كفر ، ثم لايخلو من

حاصل ہو تو نقصان و خسران نہیں ، اور اللہ بچانے والا ہو تو ضلالت و گمراهی نہیں۔

نیز اللہ ھی سے ان امور کی طرف هدایت و رهنمائی چاهیں جن سے وہ راضی رهتا ہے اور اللہ ان چیزوں سے محفوظ رکھے جو وقت کے تجدد سے گمراهی کی طرف لے جاتی هیں ، کہ همیں یقین ہے کہ در حقیقت اللہ کی رهنمائی کے ساتھ کسی شخص کے لئے گمراهی نہیں ، اور اللہ ھی کی طرف سے اسے خوف آگھیرتا ہے ، کسی دوسرے کی جانب سے نہیں ، اسی طرح بندوں کے سارے معاملات اور ان کے اسباب کسب اس امید پر موقوف ھیں کہ اللہ تعالی ان کے لئے ایسے اسباب فراهم کر دے کہ بندہ اپنے مقصود کو پالے اور اپنی مراد پانے میں کامیاب هوجائے ۔ اور اس کامیابی کی قوت اللہ تعالی ھی کی عطا کردہ ہے۔

آیت پاک وایاك نستعين کا مفہوم یہ ہے کہ دین و دنیا کی ساری حاجتوں کو پوری کرنے کی درخواست اللہ تعالی ھی سے کرنی چاهئے ، اور اسی سے اعانت طلب کی جائے ۔ اس بات کا احتمال بھی ہے کہ ''ایاك نعبد،، کہنے کے بعد اللہ تعالی کے آگے جزع و فزع کرنے کے اثر کے طور پر ان باتوں کے کرنے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ان یکون عند الله ما یطلب فلم یعطه التمام اذاً ، او لیس عنده فهو هازیٔ به فی العرف مع ما کان الذی یطلب اما ان یکون لله ان لا یعطیه مع التکلف ، فیبطل قولهم اذ لا یجوز ان یکلف وعنده ما به الصلاح فی الدین ، فلا یعطی او لیس له ان لا یعطی فکأنه قال : اللهم لاتجز ، ومن هذا علمه بربه ، فالاسلام اولی به ، و هذا مع ما کان لا یدعو الله احد بالمعونہ الا ویطمئن قلبه ، انه لا یذل عند المعونہ ولا یزیغ عند (ص۶) العصمہ ، ولیس مثله بملك الله عند المعتزلہ ، ولاقوة الا بالله۔

کی توفیق اللہ تعالی سے چاہیں جن کے کرنے کا حکم اس نے دیا ہے اور ان امور سے بچے ہوئے رہنے کی درخواست کریں جن سے بچنے کی اللہ تعالی نے تنبیہ کی ہے۔

اسی طرح مخلوق کے حق میں یہ کھلی بات ہے کہ توفیق واعانت اللہ تعالی سے چاہیں ، اور منع کی ہوئی چیزوں سے محفوظ رکھنے کی التجا بھی اسی سے کریں کہ اخبار و احادیث کی سنت اسی طرح جاری ہے، اور اللہ ہی توفیق دینے والا ہے۔

البتہ اہل اعتزال کے عقیدے کے مطابق یہ درست نہیں ، کیونکہ جس چیز کے لئے اللہ تعالی نے انسان کو مکلف بنایا ہے ، اس کی ادائیگی کے لئے امدادی قوت انسان کو دی جاچکی ہے، غرض معتزلہ کے مذہب کے مطابق یہ جائز نہیں کہ اللہ تعالی کسی کو مکلف بنائے ، کیونکہ یہ بیان کیا جاچکا کہ جس چیز سے ہر مکلف اپنی تکلیف کو ادا کر سکتا ہے اللہ تعالی کے پاس ہے، اور دی ہوئی چیز کو مانگنا بخشش وعطیہ کو چھپانا ہے، اور عطیۂ الہی کو چھپانا کفران (نعمت) ہے، تو گویا تکلیف دے کر اللہ تعالی اس بات کا انسان کو حکم دیتا ہے کہ اس کی نعمتوں کا انکار کرے اور ان کو چھپائے ، اور بطور آرزو ان کو

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

وقد روی عن النبی صلی الله
علیه وسلم انه قال فی خبر القسمة"
الله یقول : هذا بینی وبین عبدی
نصفین، وذلك یحتمل ان یکون
کل حرف من ذلك بما فیها جمیعا
و الفزع الی الله بالعبادة و
الاستعانة" و رفع الحاجة" الیه،
و الجهار عناه جل و علا عنه
فیتضمن ذلك الثناء علیه وطلب
الحاجة" الیه، و یحتمل ان یکون
الحرف الاول لله بما فیه عبادته
وتوحیده۔

والثانی للعبد مما فیه طلب
معونته وقضاء حاجته ویؤید ذلك
بقیة" السورة انه اخرج علی الدعاء
فقال الله عزوجل هذا لعبدی
ولعبدی ما سأل۔

الله تعالی سے طلب کرے، الله تعالی کے
ساتھ ایسی بدگمانی کفر ہے، نیز اس امر سے
خالی نہیں کہ یا تو الله تعالی کے پاس ساری
مطلوب چیزیں ہیں جن کو وہ پوری طرح
نہیں دیتا ، یا اس کے پاس ساری اشیا نہیں،
دوسری تقدیر پر لازم آتا ہے کہ عام طور پر
گویا الله ٹھٹھا کرتا ہے ، ساتھ ہی یہ واضح
ہے کہ شئی مطلوب الله کے پاس ہے مگر
تکلیف دینے کے باوجود نہیں دیتا ہے، تو
ان کا قول باطل ہے کیونکہ یہ جائز نہیں کہ
تکلیف دے اور ساتھ ہی اس کے پاس ایسی اشیاء
ہوں جن سے دین کی اصلاح ہو سکتی ہے۔
مگر وہ عطا نہیں کرتا ، یا اس کے لئے دینا
جائز نہیں،گویا کہ اس نے یہ کہا کہ اے
الله عزوجل تو جزا نہ دے ، جس کو الله
تعالی کا علم صرف اتنا ہی ہو تو اسلام اس
کے لئے بہتر ہے، ساتھ ہی یہ حقیقت ہے
کہ جب بھی کوئی شخص الله تعالی سے
اعانت طلب کرتا ہے، اس کا قلب ضرور
مطمئن ہوتا ہے۔ اعانت طلب کرتے وقت
الله تعالی کسی کو ذلیل نہیں کرتا ، اور
نہ برائیوں سے بچنے میں گمراہ کرتا ہے،
معتزلہ کے قول کے مطابق الله تعالی کے ملک
میں ایسی کوئی چیز نہیں اور نہ کسی میں

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

وقوله اهدنا : قال ابن عباس ارشدنا ، و الارشاد والهدایه واحد ، بل الهدایه فی حق التوفیق اقرب الی فهم الخلق من الارشاد بما هی اعم فی تعارفهم -

ثم القول بالهدایه یخرج علی وجوه ثلاثه :

احدها البیان ، وسعلوم ان البیان قد تقدم من الله لا احد یرید به ذلك لمضی مافیه البیان من کتاب وسنه ، والی هذا تذهب المعتزله -

و فی الثانی التوفیق له والعصمه عن زیغه و ذلك معنی قولهم اللهم اهدنا فیمن هدیت -

وقوله اهدنا الصراط ، صراط الذین وصفهم الی آخر السورة ، ولو کان علی البیان علی ما قالت

اللہ کے بغیر کوئی قوت و سکت ہے -

تقسیم والی حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے، فرمایا : اللہ تعالی کہتا ہے یہ میرے اور میرے بندے کے درمیان نصف نصف ہے -

یہ بھی احتمال ہے کہ ہر حرف اپنے سارے برکات کو سموئے ہے، اور اللہ تعالی سے عبادت واستعانت نیز اس سے حاجت روائی کی درخواست کرتے وقت خشوع و خضوع ہو، اور ان کے زور سے پڑھنے کو اللہ تعالی نے فرمایا کہ اس میں ثناء الہی ہے ، اور اللہ ہی سے حاجت روائی کی درخواست ہو، یہ بھی ممکن ہے کہ اولین حرف اللہ تعالی سے متعلق ہو ، کیونکہ اس میں اس کی عبادت وتوحید کا ذکر ہے-

دوسرا جملہ بندے کے لئے ہے جس میں اللہ سے اعانت کی طلب اور اپنی حاجتوں کی ادائیگی کی درخواست ہے، سورہ هذا کا بقیہ حصہ اس بات کی تائید کرتا ہے کہ یہ سورہ بطور دعا نازل کی گئی ہے چنانچہ اللہ تعالی کا فرمان ہے: یہ میرے بندے کے لئے ہے، اور میرے بندے کے لئے ہر وہ چیز ہے جس کا وہ سوال کرتا ہے-

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

المعتزلة فهو والمغضوب عليهم
فی ذلك سواء ، ثبت انه عاما قلنا
دون ماذهبوا اليه۔

والثالث ان يكون علی طلب
خلق الهدایه لنا اذ نسب اليه
من جهة الفعل ، و كل ما يفعل
خلق ، كانه قال اخلق لنا هدايتنا
وهو الاهتداء منا وبالله التوفيق ۔

ثم تاويل طلب الهدایه ممن
قد هداه الله يتوجه وجهين :

احدهما طلب الثبات علی ما
هداه الله ، وعلی هذا معنی زيادات
الايمان انها بمعنی الثبات عليه
وذلك کرجلين ينظران الی شئی
فيرفع احدهما بصره عنه جائز القول
بازدياد منظر الاخر۔

و وجه آخر علی ان فی كل حال
يخاف علی المرء ضد الهدی

اهدنا کا مفہوم حضرت ابن عباس کے قول کے مطابق ، " ارشدنا" ہے، ارشاد اور ہدایت ایک ہی معنے میں مستعمل ہیں (یعنی سیدھی راہ دکھا ہمکو) بلکہ ہدایت توفیق کے معاملے میں لوگوں کی سمجھ سے ارشاد کی نسبت زیادہ قریب ہے ، اس لئے کہ ہدایت لوگوں کے علم میں زیادہ عام ہے۔

نیز ہدایت کا استعمال تین معانی کے لئے ہوتا ہے:

۱ ۔ ہدایت بیان کے معنی میں ، یہ معلوم ہے کہ اللہ تعالی نے پیشتر ہی بیان فرما دیا ہے جس کا کوئی انسان ارادہ نہیں کر سکتا کہ کتاب و سنت کا بیان قبل گزر چکا ، یہی مفہوم معتزلہ کا اختیار کردہ ہے۔

۲ ۔ دوسرا مفہوم اللہ تعالی کی توفیق ہے کہ اپنے سے دور ہونے سے ہمیں بچائے یہی مقصد ہے لوگوں کے کہنے کا کہ اے اللہ ہمیں توفیق دے کہ تیری ہدایت پر رہیں، اللہ تعالی کے قول ، اهدنا الصراط ، کا مفہوم بھی یہی ہے کہ ان کے راستے پر اللہ تعالی ہمیں چلائے جن کا وصف آخر سورہ تک مذکور ہے ، معتزلہ کی رائے بیان کے معنے میں ہے ورنہ دونوں (انعام پانے والے اور مغضوب علیہم) برابر ہو جائینگے ، تو

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

فیهدیه مکانه ابداً فیکون له
حکم الاهتداء اذ فی کل وقت ایمان
منه دفع به ضده ، وعلی ذلک
قوله " یاایها الذین آمنوا آمنوا
بالله الایه" ، ونحو ذلک من
الایات ۔

وقد یحتمل ایضا معنی الزیادة
هذا النوع ، وبالله التوفیق ۔

واما الصراط فهو الطریق
والسبیل فی جمیع التاویل ، وهو
قوله : وان هذا صراطی الایه" ،
وقوله قل هذه سبیلی ، ثم اختلفوا
فی ماهیته ، فقال بعضهم هو
المراد ، و قال بعضهم هو الایمان ۔
و ایهما کان فهو القایم الذی

ثابت ہوا کہ ہم نے عام معنے میں کہا ہے اس معنے میں نہیں جو معتزلہ کی رائے ہے۔

۳ ۔ تیسرا مفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالی سے درخواست کی جائے کہ ہمارے لئے ہدایت پیدا کرے، کیونکہ فعل کے لحاظ سے ہدایت دینا اللہ کی طرف منسوب ہے اور جو اللہ کرتا ہے وہ پیدا کردہ ہے، گویا سورۂ فاتحہ پڑھنے والا کہتا ہے اے اللہ ہمارے لئے ہماری ہدایت پیدا کر، یہی ہماری طرف سے ہدایت پانا ہے، اور اللہ سے توفیق ہوتی ہے۔

نیز طلب ہدایت کی تاویل ہدایت یافتہ لوگوں کے نزدیک دو طرح کی حاتی ہے۔

۱ ۔ اول اللہ تعالی کی بخشی ہوئی ہدایت پر ثابت قدم رہنے کی درخواست ہے جس کے لحاظ سے ایمان میں زیادتی کا مفہوم واضح ہونا ہے، کہ ایمان پر قائم رہنا ایمان پر مستزاد ہے، جیسے دو مرد ایک چیز کو دیکھتے ہیں، پھر ایک مرد اپنی نظر اس سے پھیر لیتا ہے اور دوسرا دیکھتا رہتا ہے تو یہ کہنا صحیح ہے کہ دوسرے کو زیادہ منظر حاصل ہے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

لا عوج له والقيم الذى لاخلاف فيه ، من لزمه وصل الى ما ذكر وبالله التوفيق ، ۔

وقوله: المستقيم ، قيل هو القايم بمعنى الثابت بالبراهين والادلة لا يزيله شئى ولا ينقض حججه كيد الكايدين ولا جهل المريبين۔

وقيل المستقيم الذى يستقيم بمن يمسك به حتى ينجيه ويدخله الجنة ۔

و قيل المستقيم بمعنى ''يستقام به ،، كقوله : و النهار مبصرا ، اى يبصر به ۔ يدل عليه '' ان الذين قالوا ربنا الله ثم استقاموا ،، الاية ۔ فالمستقيم هو المتبع له وبالله التوفيق۔

دوسری تاویل یه هے که هر حال میں یه خوف هے که انسان پر مبادا هدایت کی ضد طاری هوجائے ، پس جیسے الله تعالی همیشه هدایت سے نوازتا هے، تو اس کے لئے هدایت پانے کا حکم هوتا هے، کیونکه هر وقت کا ایمان هدایت کی ضد کو دافع هے، اسی طرح الله تعالی کے اس قول کا مفہوم هے که ''اے ایمان والو ! الله پر ایمان لاؤ ،، اور اس طرح کی بہت سی آیتیں هیں ۔

کبھی زیادتی کے معنی کا احتمال بھی ایسی جگه بصراحت مفہوم هوتا هے، اور الله هی سے توفیق حاصل هوتی هے۔

بہرکیف صراط کا مفہوم ساری تاویل میں راسته اورسبیل هے، چنانچه الله تعالی کا قول هے ''بیشک یه میرا راسته هے،، الایة ''اور یه قول '' آپ فرما دیجیے، اے رسول الله صلی الله علیه وسلم ! یهی میرا طریقه هے،،

البته طریق و سبیل کی ماهیت میں لوگوں کا اختلاف هے، بعض لوگوں کی رائے هے که اس سے مراد راسته هی هے، اور بعض کے نزدیک اسکا مفہوم ایمان هے۔ جو معنے بھی هو اس کا مفہوم یہی هے که یه راسته ایسا سیدها هے جس میں کوئی کجی نہیں ، اور ایسا متعین راسته هے جس میں کوئی اختلاف نہیں ، جو بالالتزام اس طریق پر رها منزل مذکور تک پہنچا ، ۔ اور الله هی سے توفیق حاصل هوتی هے ۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ثم ذکر من ذکر من المنعم
علیهم وللہ علی کل مؤمن نعم
بالهدایه" ، وما ذکر دلیل علی ان
الصراط هو الدین ، لانه انعم به
علی جمیع المؤمنین، لکن ناویل
من یرد الی الخصوص یوجه
وجهین :

احدهما انه انعم علیهم بمعرفه"
الکتب والبراهین ، فیکون علی
التاویل الثانی من القرآن والادله"،
والثانی ان یکون لهم خصوص فی
الدین قدموا علی جمیع المؤمنین،
کقول داؤد و سلیمان الحمد لله
الذی فضلنا علی کثیر من عباده
المؤمنین، وعلی هذا الوجه یکون
"اهدنا ،، ۔

مستقیم کا مفہوم بعض لوگوں نے یہ بیان کیا ہے کہ یہ راستہ براهین وادلہ سے قایم وثابت ہے، کوئی چیز اسے زائل نہیں کر سکتی اور کسی مکار کی مکاری اور شک کرنے والے کی جہالت اس کی حجتوں کو توڑ نہیں سکتی ۔

بعض لوگوں نے یہ بیان کیا ہے کہ مستقیم وہ راستہ ہے جو اپنے چلنے والوں کو سیدھا رکھتا ہے یہاں تک کہ انہیں نجات حاصل ہوتی ہے اور وہ جنت میں داخل ہو جاتے ہیں ۔

بعض دوسروں نے یہ بیان کیا ہے کہ مستقیم اس کو کہتے ہیں جس سے استقامت حاصل ہو، جیسے اللہ تعالی کا قول "والنہار مبصرا ،، ہے، یعنی دن جس سے بصارت حاصل ہوتی ہے، دلیل میں ایک دوسری آیت پاک ہے، "بیشک جن لوگوں کا قول ہے ہمارا پروردگار اللہ ہے پھر وہ لوگ اس پر قائم رہے، الایہ"، تو مستقیم اللہ کے متبع اور فرمانبردار ہوئے ۔ اللہ ہی سے توفیق حاصل ہوتی ہے۔

بعد ازاں اللہ تعالی نے ان لوگوں کا ذکر کیا ہے جنہیں اپنی نعمتوں سے نوازا ، اور اللہ تعالی کی هدایت کی نعمتیں هر ایماندار کے لئے هیں ، اور جو کچھ مذکور هوا اس بات پر دال ہے کہ صراط دین هی ہے ، جس کی نعمت کے ساتھ اللہ تعالی نے سارے ایمان

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

و وجه آخر وهو المخصوص الذی خص فیه کثیرا من المؤمنین من بین غیرهم ، لکن الاستثناء[1] یدله علی صرف الارادة الی جملة المؤمنین اذ انصرف الی غیر المغضوب علیهم ولا الضالین۔

وقوله انعمت علیهم علی قول المعتزلة (ص ۷) لیس للہ علی احد من المؤمنین نعمة لیست علی المغضوب علیهم ولا الضالین ، اذلانعمة من الله علی احد الا الاصلح فی الدین والبیان للسبیل المرضی ، وتلك قد کانت علی جمیع الکفرة فیبطل علی قولهم الاستثناء ، والله الموفق۔

والوں کو (اپنے انعام واکرام سے) سر بلند بنایا ، لیکن جنھیں خصوصیت حاصل ہوئی ان کی تاویل دو طرح کی جاتی ہے:

اول یہ کہ لوگوں کو اللہ تعالی نے آسمانی کتابوں اور ادلہ وبراھین کی نعمتیں عطا کیں ، تو بتاویل ثانی قرآن وادلہ (اھل اسلام کے لئے نعمتیں شمار ہوئیں) ۔ ثانی یہ کہ ان لوگوں کو دین میں خصوصیت حاصل تھی کہ سارے ایمان والوں کے پیش رو بنائے گئے ، چنانچہ حضرت داؤد اور سلیمان علیہما السلام نے فرمایا: ''ساری ستایش اللہ ھی کو سزا وار ہے جس نے ہمیں اپنے بہت سے ایمان والے بندوں پر فضیلت بخشی'' ، اسی وجہ کی بنا پر دعا ہے کہ ''اے اللہ ہمیں ھدایت دے'' ۔

ایک اور وجہ یہ ہے کہ نعمت ایسی خصوصیت ہے جس کے ساتھ بہت سے ایمانداروں کو غیر ایمانداروں میں سے اللہ تعالی نے خاص کیا ، لیکن استثناء اس بات پر دال ہے کہ نعمت کا ارادہ سارے ایمان والوں کو حاوی ہے ، کہ ایسے سارے ان لوگوں کی طرف پھیر دیا جن پر اللہ کا غضب نہ ہوا اور جو گمراہ نہ تھے۔

انعمت علیهم ، (وہ لوگ جنھیں اللہ تعالی نے نعمت بخشی) کی تفسیر میں معتزلہ کے قول کے مطابق اللہ تعالی نے کسی ایمان

---

۱ المخطوطة: الثناء، فی الموضعین

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ثم اختلف فی المغضوب علیهم ولا الضالین، منهم من قال هو واحد اذ کل ضال قد استحق الغضب علیه وکل مغضوب علیه استحق الوصف بالضلال۔

ومنهم من قال المغضوب علیهم هم الیهود وانما خصوا بهذا بما کان منهم من فضل تمرد عتو لم یکن ذلک من النصاری، بکر انکارهم بعیسی وقصدهم قتله مما لم یکن ذلک من النصاری۔

ثم قولهم فی الله "ید الله مغلوله" ،، الایه" (مائده : ٦٠٤) وقوله[1] "لقد سمع الله قول الذین قالوا ان الله فقیر ،، الایه" (آل عمران: ۱۸۱) وقوله[1] "لتجدن

---

[1] فی المخطوطه : 'قولهم' فی الموضعین،

والے کو ایسی کوئی نعمت عطا نہیں کی جس کو اس نے گمراہوں اور ان لوگوں کو جن پر اللہ غضبناک ہوا نہ دی ہو کیونکہ اللہ تعالی کی طرف سے کسی کو کوئی نعمت نہیں مل سکتی، کہ اللہ پر فرض ہے کہ ہر ایک کو دین کے بارے میں سب سے زیادہ صلاح رکھنے والے امور کو عطا کرے اور اپنے پسندیدہ راستے کو بیان کر دے، چنانچہ اللہ تعالی کی یہ بخششیں سارے کافروں کو بھی میسر ہیں، تو معتزلہ کے قول کے مطابق استثناء باطل ہے، اور (صلاح و ہدایت کی) توفیق اللہ تعالی ہی دیتا ہے۔

نیز "مغضوب علیہم ولا الضالین،، کی تفسیر میں لوگوں کا اختلاف ہے، بعض یہ کہتے ہیں کہ دونوں ایک ہیں، کیونکہ ہر گمراہ گمراہی کی وجہ سے اللہ کے غضب کا مستحق ہے، اور ہر مغضوب علیہ، ضلال کی صفت کا مستحق ہے۔

بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ مغضوب علیہم، یہود ہیں، اس صفت کے ساتھ اس لئے مخصوص کئے گئے کہ انہوں نے نافرمانی اور سرکشی میں اپنی مثال قائم کر دی، نصاری اتنے زیادہ تمرد و سرکشی کے مرتکب نہیں ہوئے، چنانچہ یہود عیسی علیہ السلام کے انکار پر مصر رہے، اور بار ہا عیسی علیہ السلام کے قتل کا ارادہ کیا، نصاری کا یہ حال نہیں تھا۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

أشد الناس عداوة للذين آمنوا اليهود ،، (مائده : ۸۲) وكفرهم رسول الله بعد استقباحهم و شدة تعنتهم وظهور النفاق ، فاستحقوا بذلك اسم الغضب عليهم و إن كانوا شركاء غيرهم في اسم الضلال ، و بالله التوفيق ـ

و في هذا وجه آخر ان يحمل الذنوب على وجهين:

منها مايوجب الغضب وهو الكفر ـ

ومنها مايوجب اسم الضلال وهو ما دونه ـ كقوله [۱] ،، قال فعلتها اذا وانا من الضالين ،،

---

۱ المخطوطه : ،، موسى فعلها اذا ،، ـ سورة الشعراء : ۲۰

نیز اللہ کے بارے میں ان یہودیوں کا یہ قول کہ ،، اللہ کا ہاتھ تنگ ہے ،، الایہ ، اسی طرح اللہ تعالی کا یہ قول ، ،، البتہ اللہ تعالی نے ان لوگوں کی بات سن لی جنہوں نے کہا کہ اللہ فقیر ہے ،، الایہ اور نیز اس کا قول، ،، البتہ آپ ضرور یہود کو لوگوں میں سے سب سے زیادہ سخت دشمن ایمان والوں کا پائینگے،، ـ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو برا سمجھنے ، سخت نافرمانی کرنے اور نفاق ظاھر کرنے کے بعد کافر قرار دیا، چنانچہ اسی لئے اللہ کے غضب کے مستحق اور گناہ گار ٹھہرے، اگرچہ گمراھی میں اپنے علاوہ دوسروں کے شریک کار بنے ـ اللہ تعالی ھی سے توفیق ملتی ہے۔

علاوہ ازیں اس سے ظاھر ھوتا ہے کہ گناھوں کے بوجھ دو طرح اٹھائے جاتے ھیں۔ گناھوں کی ایک قسم وہ ہے جو اللہ کے غضب کو مستوجب ہے اور وہ کفر ہے۔

دوسرا گناہ اس سے کم تر ہے اور صرف گمراھی کے نام کو مستوجب ہے ، چنانچہ اللہ تعالی کا قول ہے: تب موسی نے فرمایا کہ اس کو میں نے کیا ہے اور میں ضالین میں سے ھوں،،۔ اگرچہ اس سورہ میں وارد ھوا ہے کہ اصل نعمت کی طرف رھنمائی کی تمنا کریں اور ھر گمراھی نیز ان ساری باتوں سے ، جن سے اللہ تعالی کے غضب و نا خوشی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

و ان ورد فيه الهدايه" لاصلها من نعمه" والتعوذ به من كل ضلال و من جميع ما يوجب مقته وغضبه و بالله النجاة والخلاص ، مع مافى خبر القسمه" وعد جليل من رب العالمين فى اجابه" العبد مما يدفع اليه من الحوائج اذا قال قسمت الصلاة بينى و بين عبدى نصفين ـ

ثم صير آخر السوره لعبده وليس فى متلوها سوى اظهار الفقر ورفع الحاجه" و طلب المعونه" و الاستهداء الى ما ذكر مع التعوذ عما ذكر ، وليس ذلك مما يوصف به العبد انه له ، فثبت ان له فى ذلك اجابه" ربه فيما امره به ، و وعد ذلك وهو لا يخلف وعده ، فانى يحتمل ذلك بعد امره العبد بالذى تضمنه اول السورة ، فقام

میں اضافہ ہو، اللہ تعالی سے پناہ چاہیں، اور اللہ تعالی ہی کی توفیق سے نجات ملتی ہے اور آفات سے خلاصی ، مزید برآن تقسیم والی حدیث میں اللہ رب العالمین کا عظیم وعدہ موجود ہے کہ وہ بندے کی دعا کو قبول کرتا ہے اور اس کی حاجت روائی کرتا ہے، چنانچہ اللہ تعالی کا فرمان ہے میں نے نماز کو اپنے اور بندے کے درمیان نصف نصف بانٹ دیا ہے۔

نیز اللہ تعالی نے اس سورہ کے آخری ٹکڑے کو اپنے بندے کے لئے خاص کر دیا ہے حالانکہ اس کی تلاوت میں فقر کے اظہار، رفع حاجت ، طلب معونت ، طلب ھدایت کے ساتھ بعض مذکور اشیاء سے اللہ کی پناہ ڈھونڈنے کے سوا کچھ نہیں ہے، نہ اس میں اس بات کا بیان ہے کہ بندہ کے اوصاف اسی کے لئے ہیں، ہاں ، البتہ اس بات کا ضرور ثبوت موجود ہے کہ بندہ ان ساری باتوں میں جن کا حکم اللہ تعالی نے دیا ہے، اللہ تعالی کا مطیع و فرمانبردار ہے، اور اللہ تعالی نے بندے کی دعا قبول کرنے کا وعدہ کیا ہے، اور اللہ تعالی اپنے وعدے کے خلاف کچھ نہیں کرتا ، پھر خلاف کا احتمال کیونکر ہو جب اللہ تعالی اپنے بندے کو ان باتوں کا

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

به العبد مع لومه وجفائه ، والله بكرمه وجوده لاينجز له ما وعد ، لا يكون هذا البتة" ، وقد قال : ادعوني استجب لكم ، وغير ذلك مما فيه الانجاز ، وانه لا يخلف الميعاد ـ

ثم قد جعل بما جاء من الحديث في تلاوة ان قدمه على التوريه" والانجيل. وعدله بثلثي القرآن ، وجعله شفاء من انواع الادواء للدين والنفس والدنيا وجعله معاذا من كل ضلال وملجأ الى كل نعمة" وبالله نستعين مع ما اوضح في الاسماء التي لقب بها فاتحة" القرآن ، عظيم موقعه وجليل قدره وهداه ، سماه فاتحة" القرآن بما به يفتتح القرآن ،

وكذلك روى عن رسول الله صلى الله عليه وسلم انه كان يفتتح القراءة به ، وسمي فاتحة" الكتاب

حکم دے چکا جن کا ذکر شروع سورہ میں ہے، اور جن کو بندہ باوجود ملامت و جفا کے ادا کر چکا ، تو اللہ تعالی اپنے کرم اور جود کے باوجود اپنا وعدہ پورا نہ کرے، یہ ہر گز نہیں ہوسکتا ـ پھر خود اللہ تعالی کا فرمان ہے: ”مجھ سے دعا کرو میں تمہاری دعائیں قبول کرونگا،، اور اسی طرح وہ آیات ہیں جن میں ایفاء وعدہ کا ذکر ہے، نیز وہ فرماتا ہے، اللہ وعدہ خلافی نہیں کرتا ہے۔

مع هذا ایک حدیث کے مضمون کے مطابق جس کا تعلق تلاوت سے ہے، اللہ تعالی نے اس سورہ کو توریت و انجیل پر مقدم رکھا ہے، اور اس کی تلاوت کو قرآن پاک کے دوتہائیوں کی تلاوت کے برابر قرار دیا ہے، نیز دین ، نفس اور دنیا کے مختلف نوعیت کے امراض کے لئے شفاء ، ہر گمراہی سے بچنے کا ذریعہ اور ہر نعمت تک پہنچنے کا طریقہ بنایا ہے، اور اللہ تعالی ہی سے ہم اعانت و مدد چاہتے ہیں ، یہ اس پر مستزاد ہے جس کی وضاحت اللہ تعالی نے ان ناموں سے کر دی ہے جن کے ساتھ سورۃ فاتحہ" القرآن مشہور و معروف ہے، جس کا درجہ عظیم ، جس کا رتبہ بڑا اور جس کی ہدایت بے مثال ہے۔

اللہ تعالی نے اس سورہ کا نام فاتحہ" القرآن رکھا کہ اسی سورہ سے قرآن پاک کی تلاوت شروع کی جاتی ہے۔

اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت بیان کی جاتی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قرآن پاک کی قراءت کی ابتدا

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

بما به یفتتح کتابة المصاحف والقرآن۔

وسمی ام القرآن لما یؤم غیرہ فی القراءۃ ، وقیل الام بمعنی الاصل ، و ھو ان لا یحتمل شئی مما فیه النسخ ولا الرفع فصار اصلاً۔

وسمی المثانی لما یثنی فی الرکعات ولاقوۃ الا باللہ۔

و فی قوله اھدنا الی آخرہ وجھان سوی ما ذکرنا ، اذ قوله اھدنا الصراط المستقیم دعاء کاف عما تضمن الی آخر السورۃ اذلیس فیھا غیر تفسیر ھذہ الجملة :

احدھما تذکیر نعم اللہ علی الذین یقبلون دینه فی قلوبھم ، و التوفیق لھم بذلك و افضاله علیھم بما لیس لھم علیه ،

والثانی تعوذ ھم عن کل زیغ وسقت و ذنب ، والتجاءھم الیه فی ذلك بقوله غیر المغضوب علیھم ولا الضالین۔

انتھی تفسیر الفاتحة

اسی سے کرتے تھے۔ اس کا نام فاتحہ الکتاب اس وجه سے ھے کہ قرآن حکیم کی کتابت اسی سے شروع کی جاتی ھے۔

اس کا نام ام القرآن اس لئے ھے کہ قراءت میں سب سے پہلے اس کی قراءت کی جاتی ھے، بعض لوگ فرماتے ھیں اصل کو ' ام ' کہتے ھیں کہ اس میں کسی نسخ و رفع کا احتمال و شائبہ تک نہیں، پس اصل ثابت ھے۔

اس سورہ کو مثانی بھی کہتے ھیں، اس لئے کہ یہ سورت نماز کی رکعتوں میں بار بار دھرائی جاتی ھے، ولاقوۃ الا باللہ۔

اللہ تعالی کے قول " اھدنا تا آخر سورہ میں علاوہ ان امور کے جن کا ذکر گزر چکا دو مزید نکتے ھیں کیونکہ اللہ کا قول اھدنا الصراط المستقیم تا آخر سورہ ایک ایسی دعا ھے جو ما بعد کے آخر سورہ تک پورے مضمون کے لئے کافی ھے، کیونکہ اب آخر تک اس جملے کی تفسیر کے سوا کچھ اور نہیں۔

ایک نکتہ یہ ھے کہ یہ کلام اللہ تعالی کی ان نعمتوں کی یاد دھانی کرتا ھے جو اللہ نے ان لوگوں کو عطا کیں، جنھوں نے اس کے دین کو اپنے دل سے قبول کیا ، اور اللہ تعالی کی طرف سے توفیق ھے کہ اس کو قبول کریں اور اس کا فضل ھے ان پر، حالانکہ اللہ پر یہ فضل واجب نہ تھا۔

دوسرا نکتہ یہ ھے کہ لوگ اللہ سے ، پناہ مانگیں کہ کجروی نا خوشی و گمراھی سے بچے رھیں، اور ان کی یہ التجاء اللہ سے ، خود اس کے قول "غیر المغضوب علیھم ولاالضالین" سے ظاھر ھے۔

© rasailojaraid.com